لئے تیار نہ تھے۔ ہماری قوم جو ہزاروں سالوں سے حکمران چلی آئی تھی کیا وہ بغیر رسالت کے آپ کی غلامی کے لئے تیار ہو سکتی تھی۔ کسی عرب میں اور کیا بات ہو سکتی تھی جو ہم سے خادمیت اور غلامی کا اقرار کرا سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ آپ بڑے خاندان کے ہوتے مگر آپ کا خاندان کیا تھا۔ مکہ کا غریب خاندان تھا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپ کو رسالت دی تو آپ بڑے بنے آپ کا انکار کفر ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا۔ **لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعهما الا اتباعی** ۲۴۰ کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی میری غلامی کرتے۔ یہ رتبہ اور یہ مرتبہ آپ کو خدا تعالیٰ کے کلام کی وجہ سے ملا۔ پس جن پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ وہ معمولی انسان نہیں ہوتے بلکہ ان کی ہستیاں دنیا سے جدا ہوتی ہیں اور ان کے لئے خدا تعالیٰ یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ حاصل کرو اور ایسے انسان شرعی ہوں۔ یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا۔ ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔

پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریعی نبی ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں۔ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دے کر کھڑا کیا گیا ہے۔ پس اگر مسائل کا فیصلہ ہم نے کرنا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو کیوں بھیجا۔ کوئی ڈپٹی اس لئے مقرر نہیں کیا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو ڈپٹی منوائے کوئی تحصیلدار اس لئے نہیں بنایا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو تحصیلدار منوائے۔ ڈپٹی اور تحصیلدار کے معنی ہی یہ ہیں کہ کوئی کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ اسی طرح جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں خدا کا نبی ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس کے سپرد کوئی کام بھی کیا ہے اور کام یہی ہوتا ہے کہ یا تو جدید شریعت پر عمل کرائے یا پہلی شریعت کو قائم کرے۔ پس وہ تعلیم جو وہ دیتے ہیں۔ اس سے ذرا بھر بھی ادھر ادھر ہونا جائز نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیثیں لئے پھرتے ہیں۔ مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤں۔ فلاں حدیث درست ہے اور فلاں غلط۔ تم ہی بتاؤ۔ ایک شخص کسی کے منہ سے کوئی بات سنے اور دوسرا کسی اور کے ذریعہ سنے تو کس

کی بات قابل وثوق ہو گی۔ اسی کی جس نے خود سنی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ حضرت مسیح موعود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو منسوخ کر سکتے تھے۔ یا آپ نے منسوخ کیا بلکہ یہ کہتے ہیں آپ وہی باتیں کہتے تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہیں۔ لیکن دوسرے جو کہتے ہیں وہ ایک دوسرے سے سنی سنائی کہتے ہیں۔ پس سوال مسیح موعود کے تشریعی یا غیر تشریعی نبی ہونے کا نہیں بلکہ راویوں کا سوال ہے کہ کونسا راوی زیادہ مضبوط ہے۔ آیا وہ جو دس بیس حدیث میں آتے ہیں اور ایک دوسرے سے سنی سنائی بات بیان کرتے ہیں۔ یا وہ جو خدا کا مسیح ہے اور جس نے خدا سے سن کر بات پہنچا دی۔

اسی طرح قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لا یمسہ الا المطہرون** کہ سوائے پاکیزہ لوگوں کے کوئی اسے چھو نہیں سکتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ جو لوگ پاکیزہ نہیں وہ ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ بلکہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے علوم انہی پر کھلتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں۔ اور جو جتنا زیادہ خدا کا مقرب ہو گا اتنے ہی زیادہ اس پر علوم کھلیں گے۔ چنانچہ صوفیا جو ظاہری علوم میں معروف نہیں ہوتے۔ ان پر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جو مولوی اور عالم کہلانے والوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتے۔

میں محی الدین ابن عربی کی کتابیں پڑھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ وہ کئی آیتوں کے معنی وہی کرتے ہیں جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تصدیق کی ہے مثلاً "تمام مفسرین اس آیت کے کہ **و ما ارسلنا من قبلک من رسول و لا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ (الحج ۵۳)** یہ معنی کرتے ہیں کہ جب نبی کوئی خواہش کرتا ہے تو شیطان اس میں دخل دے دیتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ نبی مس شیطان سے پاک ہوتا ہے اور باوجود اس کے کہ کوئی مفسر اس طرف نہیں گیا۔ محی الدین ابن عربی یہی کہتے ہیں کہ نبی اور شیطان کا کیا تعلق۔ اسی طرح اور کئی آیات میں نے دیکھی ہیں۔ جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ ان کے جو معنی ہم کرتے ہیں وہ یورپ کے اثر کی وجہ سے کرتے ہیں۔ مگر صوفیا کی آج سے سات سو برس پہلے کی کتابوں میں وہی معنی موجود ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ صوفیا کو وہ علوم اور معارف دیئے گئے جو علماء کو حاصل نہ ہوئے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کا نبی تو مسیح موعود ہو اور قرآن کریم کے علوم آپ سے زیادہ ہم پر کھولے جائیں۔ ہمیں اگر کچھ مل سکتا ہے تو فرع کے طور پر مل سکتا ہے۔ اس کا بیج مسیح موعود کو ہی ملے گا۔ اور کوئی ایک بھی بات ایسی نہیں جس کا بیج ہم کو ملے پھر ہم کس طرح کہہ

سکتے ہیں کہ ایک انسان کو خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا- مگر یہ بھول گیا کہ لوگوں کو اس وقت کس کس بات کی ضرورت ہے- وہ میں اس نبی کو بتا دوں- یہ غلط ہے- فروع ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور اصول حضرت مسیح موعود نے ہی بیان کئے ہیں- چنانچہ آپ نے کہا بھی ہے کہ نبی بیج بونے کے لئے آتا ہے آگے درخت کا اُگنا پھل پھول پیدا ہونا بعد میں ہوتا ہے- اس درخت کو بھی پھل لگیں گے اور وہ پھیلے گا- جس کا بیج حضرت مسیح موعود نے ڈالا اسے دیکھ کر ہو سکتا ہے ایک جاہل کہے- بیج کی کوئی حقیقت نہیں- اصل درخت ہی ہے لیکن کسی ہوش مند کے منہ سے یہ بات نہیں نکل سکتی ہے اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہمارا درس کوئی سنے اور حقائق اور معارف سن کر کہہ دے کہ یہ حضرت مسیح موعود سے بڑھ گیا- مگر عقلمند یہ دیکھے گا کہ ان سب باتوں کا بیج حضرت مسیح موعود نے رکھا ہے- ورنہ حضرت مسیح موعود سے پہلے بھی یہی قرآن موجود تھا- اس وقت اس سے معارف کیوں نہ نکلتے تھے- پس حضرت مسیح موعود کی تعلیم جس بات کی تصدیق کرے گی- وہ صحیح ہو گی- اور جسے آپ کی تعلیم رد کر دے گی وہ غلط ہو گی اور اس کی قیمت ایک پیسہ بھی نہ ہو گی بلکہ وہ مصیبت ہے اور ایمان کے لئے کیڑا ہے- یہ خیال کہ نبی پر وہ علوم نہیں کھلے- جو ہم پہ کھلے ہیں- کبر اور عُجب پر دلالت کرتا ہے اور یہ ایمان کو تباہ کر دیتا ہے- مجھے کبھی حضرت مسیح موعود کی کتابوں پر اتنا ایمان نہیں بڑھتا جتنا کوئی مضمون لکھتے وقت بڑھتا ہے کوئی ایک بات اور کوئی ایک علم بھی ایسا نہیں جس کا گر حضرت مسیح موعود کی کتب میں درج نہ ہو- پس خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء آتے ہیں- ہمارا کام یہ ہے کہ ان کی تعلیم کو پھیلائیں- ان کی تعلیم سے ایک قدم ادھر ادھر ہونا کفر ہے- اس سے بچنا چاہیئے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے مقدم نہیں کرنا چاہیئے- کیونکہ انبیاء کو خدا بھیجتا ہے- اور ہمارے خیالات ہمارے اپنے ہوتے ہیں-

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعہ ملتا ہے- یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے- پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا- سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے- یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں- سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے- اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں

دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لئے **یھدی من یشاء** والا قرآن نہ ہو گا۔ بلکہ **یضل من یشاء** والا قرآن ہو گا۔ جیسا کہ مولویوں کے لئے ہو رہا ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود کے بتائے ہوئے معانی اور گروں کے ذریعہ دیکھے گا۔ تو قرآن کو بالکل نئی کتاب پائے گا۔ جو عقل کو صاف کرنے والی روحانیت کو تیز کرنے والی اور خدا تعالیٰ کا جلال دکھانے والی ہو گی۔ وجہ یہ کہ جو لوگ خدا کے نبی کی دی ہوئی عینک سے دیکھتے ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا کے علوم حیض کے چیتھڑوں سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے۔ تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گے۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ

حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے۔ اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔ فی الواقعہ یہ صحیح بات ہے اور یہ نبی کا ہی کام ہے کہ بتائے کونسی ایسی حدیث ہے۔ جو دست برد کا نتیجہ ہے اور کونسی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سچا کلام ہے۔ اسی طرح دیکھنے سے معلوم ہوا گا کہ احادیث علوم کو بڑھانے والی اور روحانیت کا رستہ دکھانے والی ہیں اور اگر اس سے علیحدہ ہو کر دیکھیں گے تو مجموعہ تضاد ہو گا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جدا ہو کر کوئی علم نہیں ہے اور انبیاء کی جماعتوں کا کام یہ نہیں ہوتا کہ نئے نئے مسئلے نکالیں۔ بلکہ یہ ہوتا ہے کہ جو تعلیم نبی دے گیا اسے پھیلائیں۔ حضرت مسیح موعود، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام حنبل، امام مالک نہیں ہیں کہ ان کی طرح لوگوں نے آپ کو امام بنایا۔ آپ کو خدا نے امام بنایا ہے اور آپ کے مقابلہ میں کوئی آواز بلند نہیں کی جا سکتی۔ کوئی یہ تو کہہ سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام حنبل یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام شافعی یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام مالک یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ سارے کے سارے امام یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ مگر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا کا مسیح یوں کہتا ہے اور میں یوں کہتا ہوں۔ کیونکہ اس کو خدا نے امامت پر کھڑا کیا ہے اور اماموں کو لوگوں نے۔ اور انہوں نے خود دعوے بھی نہیں کئے۔ کب امام حنبل نے کہا ہے کہ میں امام ہوں۔ کب امام شافعی نے کہا ہے کہ میں امام ہوں۔ کب امام مالک نے کہا ہے کہ میں امام ہوں۔ کب ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ میں امام ہوں۔ ان کے